ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۵ فروری ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ڈیڑھ روپیہ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (متفق علیہ)

"ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان پچھاڑنے سے نہیں ہوتا سوائے اس کے نہیں پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے"۔

تشریح: انسان کی بہادری جسمانی طاقت پر نہیں ہے یہ چیز تو حیوانات میں پائی جاتی ہے۔ انسان وہ بہادر ہے جسے اپنے جذبات پر قابو ہو۔ اس کی حیوانی طاقت خواہ کتنی ہی مشتعل ہو لیکن عقل کے خلاف نہ کرنے پائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (متفق علیہ)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ظلم" قیامت کے دن کئی اندھیرے ہوگا۔

تشریح: جس طرح نیک عملوں کے سبب قیامت کے دن مومنوں کو نور نصیب ہوگا۔ اسی طرح ظلم کے سبب سے ظلمت ہوگی۔ جتنے کسی نے زیادہ ظلم کئے ہوں گے اتنی ہی ظلمتیں زیادہ ہوں گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ۔ (رواہ مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کا بہشت ہے۔

تشریح: جس طرح مومن کے حق میں دنیا بمقابلہ بہشت کے قیدخانہ ہے اسی طرح کافر کے لئے دنیا بمقابلہ دوزخ کے بہشت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَفَافًا۔ (متفق علیہ)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد کا رزق قوت اور ایک روایت میں بقدر کفایت ہو۔

تشریح۔ یعنی اتنا رزق دے جس سے بھوکے نہ رہنے پائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔ (متفق علیہ)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال و اسباب کی بہتات سے غنا نہیں ہوتی بلکہ غنا دل کی بے پروائی کا نام ہے۔

تشریح: دنیا کے ساز و سامان کی کثرت سے آدمی آسودہ نہیں ہوتا۔ آسودہ حال وہ شخص ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے مطمئن کر دیا ہے۔ خواہ سامان دنیا کی بہتات نہ بھی ہو۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

جلد ۲۷ شمارہ ۳۱
جمعۃ المبارک ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
عبدالرشید انصاری — کراچی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

سرکولیشن منیجر
احسان الواحد

دفاتر
کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ، پی ہی جورنگی ناظم آباد، کراچی۔ فون ۲۱۴۴۳
لاہور: خدام الدین مرکز، اندرون شیرانوالہ دروازہ۔ فون ۶۴۹۱۴

بدل اشتراک
سالانہ — ۶۵ روپے
ششماہی — ۳۳ روپے
سہ ماہی — ۱۷ روپے

فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

سالانہ خریداری برائے غیر ممالک
بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب — ۲۰۰ روپے
کویت، ادمان، شارجہ، دوبی، اردن، شام — ۲۴۰ روپے
انگلینڈ، یورپ — ۲۹۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا — ۳۶۵ روپے
افریقہ (براعظم) — ۴۰۵ روپے
ہندوستان، افغانستان — ۱۶۰ روپے

ناشر: مولانا عبید اللہ انور طابع: الٰہی بخش
مطبع کامو پرنٹرز ۸۰۔ ۴ ڈی موری گیٹ لاہور

چیف جسٹس کے ارشادات

ربیع الاوّل کے آخری عشرہ میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیراہتمام لاہور میں دو روزہ سیرت کانفرنس منعقد ہوئی جس کے کل چار اجلاس ہوئے پہلا افتتاحی اجلاس تھا جس میں گورنر پنجاب نے شرکت کی اور بعد کے تین اجلاس علمی مقالات کے لئے مختص تھے جن کی صدارت بالترتیب پنجاب کے وزیر اوقاف۔ عدالت عالیہ پنجاب کے چیف جسٹس اور جامعہ پنجاب کے سربراہ نے کی۔ پنجاب بھر کے اہل علم نے بڑے اختصار کے ساتھ اس میں اپنے مقالات پڑھے اور حضور ختمی مرتبت محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کے حضور اپنی محبت و عقیدت کا نذرانہ پیش کیا۔ دوسرے علمی اجلاس کے صدر جناب سید شمیم حسین قادری چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ تھے۔ انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں پیغمبر اسلام علیہ السلام کی دعوت (دعوت توحید) پر بڑا پُر مغز اظہار خیال کیا۔ اور کہا کہ حضور علیہ السلام نے لوگوں سے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پوجتے اور جن کی عبادت کرتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، اس لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس پرانے غیر اسلامی عقیدہ پر تنقید کی جس کا مقصد بشریت و رسالت میں بُعد و منافات ثابت کرنا ہے اور بڑے واضح طور پر قرآنی و اسلامی عقیدہ کی وضاحت کی کہ خدا کے پیغمبر انسان و بشر ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے بشر جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا اور جو وحی کے نور سے منوّر ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج جس طرح معاشرہ میں بدعقیدگی اور گمراہی پھیل رہی ہے اور علم و معرفت کے مدعیوں کا ایک طبقہ صرف اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے غلطیوں پر مُصر ہے اس کی اصلاح اسی صورت ممکن ہے کہ علماء و مشائخ کے ساتھ ارباب مناصب قومی و ملی تقاریب

میں اسی جرأت و مردانگی سے حقائق کی تبلیغ کریں جس طرح جناب چیف جسٹس صاحب نے کہا۔ ان جیسے حضرات کی اس سعی و کوشش کا نتیجہ ملک و قوم کے حق میں یقیناً بہتر نکلے گا اور قوم فکری بدعقیدگی سے بچ جائے گی۔

جناب چیف جسٹس صاحب نے ان دو بنیادی باتوں کے علاوہ دو اور باتیں بھی ارشاد فرمائیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ وقت کی اہم ترین ضرورت تھیں جن کا اظہار ان کی زبان سے ہوا اور اگر ان کے مفہوم کو صحیح طرح سمجھ کر عمل کی سبیل نہ نکالی گئی تو اس پاکستانی قوم بالخصوص یہاں کے مسلمانوں کو انتہائی المناک حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

انہوں نے تحریک پاکستان کا ذکر کیا اور پھر اس پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا کہ اتنی محنتوں اور قربانیوں کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے ملک میں انتشار اور افراتفری کا دَور دَورہ ہے اور بالخصوص دین اور دینی روایات کے علمبردار ایسی صورت حال پیدا کر رہے ہیں جو ہسپانیہ کی تاریخ دہرانے کا باعث ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اس امر پر شدید تاسف کا اظہار کیا کہ مساجد جو وحدت اسلامی کا مظہر ہیں انہیں افتراق کی آماجگاہ بنا دیا گیا ہے اور مساجد کے [illegible] ہمارے پاس کورٹ میں پڑے ہیں جو بہرطور افسوسناک بلکہ شرمناک ہیں۔

چیف جسٹس صاحب کے دردِ دل کا اندازہ تو وہی اصحاب علم و فکر کر سکتے ہیں جو براہِ راست ان کا خطاب سن رہے تھے تاہم ان سطور سے بھی ان کی دلسوزی کا کسی درجہ میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور پھر یہ اہل علم کے سوچنے کا کام ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور انہیں کیا کرنا چاہیئے؟

حقیقت یہی ہے کہ محمدؐ کریم علیہ السلام کے توسط سے آئے ہوتے دین کی چند در چند تعبیرات نے نسلِ نو کو دین سے باغی بنا دیا ہے اور مساجد میں ہونے والی تقاریر اور ان کے نتیجہ میں ہونے والے سر پھٹول کے باعث نئی نسل اس "جائے امن" کے قریب نہیں پھٹکتی!

اے کاش! مساجد پر قبضہ کی مہم کے علمبردار دوست جدید تعلیم کے ایک ذمہ دار اور صاحب منصب ترجمان و نمائندہ کی ان باتوں پر غور کریں۔ اور اپنے عمل و کردار سے اسلام اور خود اپنے آپ کو تماشہ نہ بنائیں۔

اس کے ساتھ ہی ہم بڑے احترام سے جناب چیف جسٹس صاحب سے درخواست کریں گے کہ اگر وہ اپنے اثرات سے کام لے کر اس بُعد اور خلیج کو پاٹ سکیں اور مساجد کے تقدس کو مجروح کرنے والے عناصر کو ان کی شرانگیزیوں سے روکنے کی کوئی سبیل نکال سکیں تو مسلمان قوم ان کی ممنون ہوگی اور بے حد!

رہ گیا ان کا محکمہ اوقاف کو اس طرف توجہ دلانا کہ مساجد کو نماز کے ساتھ ساتھ بنیادی تعلیم کے لئے استعمال میں لایا جائے اور یہ ذمہ داریاں وہاں کے عملہ کو سونپی جائیں اور انہیں معقول مشاہرے دے کر معاشی طور پر مطمئن کیا جائے تاکہ وہ ختم، نکاح اور موت کے مواقع کی تلاش میں نہ رہیں اور مطمئن ہو کر اپنی دینی اور تعلیمی ذمہ داریاں پوری کر سکیں —— ایک ایسا صائب مشورہ ہے جس سے آنکھیں چرانا کسی طرح بھی صحیح اور درست نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر محکمہ اوقاف بقول چیف جسٹس صبح سے دوپہر ڈھلے تک مساجد کو تعلیمی مراکز میں بدل دے اور حضرات اہل علم معاشی طور پر مطمئن ہو کر تعلیمی و تدریسی مشاغل میں جت جائیں تو اس سے جہاں قوم کی سیرت و کردار کی تعمیر کا کام ہوگا وہاں فارغ رہ کر "دوسری باتیں" "سوچنے کا دھندا" بھی ختم ہو جائے گا اور جب اوقاف کی زیر تحویل مساجد میں یہ تجربہ برگ و بار لائے گا تو پھر مابقی مساجد میں بھی ایسا کرنے کا راستہ نکل آئیگا۔

ہم دعا گو ہیں کہ چیف جسٹس صاحب کی تقریر کے نکات

مجلس ذکر لاہور

منعقدہ ۱۴ جنوری ۸۲ء

ہمارے لئے بہترین نمونہ

ارشاداتِ عالیہ: جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم

ضبط و تحریر: محمد عثمان غنی بی، اے واہ کینٹ (حال وارد لاہور)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا ○

(الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ: البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔"

ذاکرین کے لئے خوشخبری

معزز حضرات و محترم خواتین!

فارسی کا یہ شعر حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

چڑیاں چڑیوں کے ساتھ اڑتی ہیں، کبوتر کبوتروں کے ساتھ اڑتے ہیں۔ بعینہ ادھر بھی دیکھ لیں ذاکرین کہاں کہاں سے چل کر ہر جمعرات کو یہاں لاہور میں اللہ کے گھر آ کر جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر اللہ کی حلاوتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہترین آئیڈیل

آپ نے یہ جملہ عموماً سنا ہوگا کہ فلاں لڑکی کا رشتہ اس لئے نہیں ہوتا کہ آئیڈیل (IDEAL) لڑکا نہیں ملتا یا فلاں لڑکے کے لئے آئیڈیل لڑکی میسر نہیں آتی — اللہ تعالےٰ نے امتِ مسلمہ پر ایسا خصوصی انعام فرمایا کہ قیامت تک کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین آئیڈیل بنا دیا۔ آپؐ کے والد محترم آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ والدہ محترمہ بھی جلد ہی داغِ مفارقت دے گئیں۔ پھر دادا کا سہارا بھی چھوٹ گیا۔ چچا کی تولیت میں آئے تو وہ جاہل تھے۔ ایسے حالات میں آپؐ نے پرورش پائی جو کلّی طور پر نامساعد تھے۔ وہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے —— ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ایک امریکی مصنّف نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا روحانی انقلاب برپا کر کے ایک شخصیت چلی گئی لیکن وہ انقلاب آج تک اپنا اثر پھیلا رہا ہے —— ہمارے آئیڈیل کو دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ہم خود جائزہ لیں تو یہ چیز روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپؐ کو ایک چالیس سالہ خاتون نے آپؐ کے بلند اخلاق سے گرویدہ ہو کر شادی کا پیغام بھجوایا حالانکہ عموماً لوگ بیویوں کو پیغام بھجواتے ہیں۔ آپؐ ایک یتیم تھے لیکن جب آپؐ غارِ حرا سے پہلی وحی اترنے کے بعد گھر تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی (مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ) اور سارا واقعہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے بیان فرمایا تو وہ فرماتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ناکام نہیں فرمائینگے۔ آپؐ یتیموں اور بے کسوں کے والی وارث ہیں، مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ محبت فرماتے ہیں۔ چنانچہ وحی دو یتیم

پھر عرب و عجم کا وارث بن جاتا ہے۔ آج مسلمان دولت کی فراوانی کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ اسی کا حضورؐ نے آخری دنوں میں خدشہ ظاہر فرمایا تھا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مسلمان کو مسلمان کی طرف ہتھیار کا اشارہ بھی نہیں کرنا چاہتے لیکن آپ دیکھ لیں عراق کا ایٹمی توانائی کا ری ایکٹر یہودیوں نے تباہ کیا انہوں نے اُن کا تو کچھ نہ بگاڑا مگر انہیں ایرانیوں کے بچوں کو یتیم اور ایرانی عورتوں کو بیوہ بنانے میں ہی اپنی بہتری نظر آتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں) ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ دیکھتے ہیں تو آپؐ نے فتح مکہ کے روز سب دشمنوں سے فرما دیا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ (آج کے دن تم پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہے)

مجلسِ ذکر کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپؐ کو گیارہ بارہ برس کی عمر میں تجارت کے لئے ہمراہ لے گئے ایک یہودی عالم نے آپؐ کے چہرۂ اقدس میں انوارِ نبوّت کی جھلک دیکھ کر کہا کہ ان کی حفاظت کرو۔ چنانچہ چچا نے آپؐ کو واپس بھجوا دیا۔ آپؐ نے ایسا اسوہ اور نمونہ قائم فرمایا جو رہتی دنیا تک ہمارے لئے قابلِ تقلید ہے —— شیخ سعدیؒ کا شعر ہے ؎

نیش عقرب نہ ازپئے کیں است
مقتضائے طبیعتش ایں است

سانپوں، بچھوؤں کو چاہے کتنا دودھ پلاؤ یہ بدی سے اور ڈنک لگانے سے باز نہیں آتے — ہمیں بدوں کا ساتھ نہیں دینا چاہیئے بلکہ نیکوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ ایک شادی شدہ شخص حضورؐ کے اسوۂ میں دیکھے کہ آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا۔ بچّہ دیکھے کہ حضورؐ کا بچپن کیسے گذرا، تاجر دیکھے کہ حضورؐ نے تجارت کیسے کی، جنگی ماہرین دیکھیں کہ حضورؐ نے اسیرانِ جنگ کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ حضورؐ نے ایک ایسی کامل اور اکمل زندگی گذاری جو تا ابد ہمارے لئے شاہراہِ عمل متعین کرنے کے لئے کافی وافی شافی ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ اللہ نے دین کامل کر دیا۔ اب اس میں کمی بیشی کی کسی کو اجازت نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں جب سوتا ہوں تو میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ آپؐ آدھی آدھی رات اللہ تعالٰے کی عبادت میں اپنے مبارک پاؤں متورم کر ڈالتے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ حضورؐ! آپؐ تو اللہ کی بخشی بخشائی مخلوق ہیں کیوں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا (کیا میں اللہ کا شکرگذار بندہ نہ بنوں؟) ذاکرین کی مجلس میں اللہ تعالٰی نے آپ کو شامل فرما کر اپنی رضا کا تمغہ عطا فرما دیا ہے جس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ذکر کی مجلس کی چمک کا حال یوں سمجھ لیں، کہ فرشتوں کو اس مجلس کی چمک اُسی طرح نظر آتی ہے۔ جس طرح ہمیں سورج اور چاند چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ فرشتے اس مجلس کو آسمانِ دنیا تک اپنے پروں سے سمیٹ لیتے ہیں۔

جہلاء کی غلط روش

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے۔ نماز کی حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے بےحد تاکید فرمائی ہے جو میدانِ جنگ میں بھی معاف نہیں ہے لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اُسی نبیؐ کا نام لے کر میلاد النبی کے سلسلہ میں بتیاں لگاتے لگاتے سارے دن کی تمام نمازیں گم کر دیتے ہیں۔ بتیاں لگانا، جھنڈیاں لگانا حضورؐ کی سنّت نہیں ہے بلکہ اسراف کے زمرے میں آتا ہے اور اسراف کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط یہ لوگ راستوں میں کھڑے ہو کر لوگوں سے زبردستی پیسے وصول کرتے ہیں۔ ہمیں معلوم کہ حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ نے ایسا کیا ہو؟ اُن سے بڑھ کر کون عاشقِ رسول ہو سکتا ہے؟ یہ لوگ دراصل دودھ پینے والے مجنوں ہیں خون دینے والے مجنوں نہیں ہیں۔ دم بھرتے ہیں عشقِ رسولؐ کا اور عمل اُسی رسولؐ کے اسوہ کے سراسر خلاف۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا۔ حضورؐ کا خلق کیا تھا؟ آپؓ نے چھوٹا سا جملہ فرمایا جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ۔ آپؐ کا خلق قرآن تھا۔ آپ نے تو تمسک بالقرآن کی تعلیم دی اور یہ لوگ قرآن کی تعلیم کے برعکس عمل کرتے ہیں۔ اگر تو حضرت عائشہ یہ فرما دیتیں کہ حضورؐ کا طریقہ یہ ہے تو پھر ہم بھی یہی اختیار کرتے۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔ نہ ان کی نیت بخیر ہے نہ عمل بخیر۔

ارشادِ باری ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ۔

آپؐ کی پیروی اور آپؐ کے اسوہ پر چلنا ہی ہمارے لئے باعثِ نجات ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالٰے ہمیں اپنے محبوب کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان

ماہر القادری

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ و اصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سوانح حیات تقدیس فکر اور تزکیہ نفوس کے لئے سب سے زیادہ مفید اور کارآمد ہیں ان کے مطالعہ سے تعلق باللہ اور عشق رسولؐ محکم و متحرک ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت ہمارے ایمان کی دلیل ہے اور ان نفوس قدسیہ سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ و اصحابہ وسلم کے دنیا سے اُٹھ جانے کے بعد صحابہ کرام نے اللہ کے دین کی جس خلوص و دردمندی کے ساتھ خدمت، حفاظت اور اشاعت کی، اس کا اعتراف ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے۔

یہ نفوس قدسیہ امت اسلامیہ کے محسنین ہیں۔ ان کے احسان کو بھلانے اور اسے مسخ کرنے کی کوشش دلوں کو نہیں چہروں کو بھی مسخ کر دیتی ہے۔ کسی نبی اور رسول کو حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی طرح جاں نثار حواری اور ساتھی نہیں ملے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر صحابی اپنی ذات میں آیت الٰہی تھا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انہی عظیم رجال کار کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے۔ آسمان صداقت کے یہ وہ روشن ستارے ہیں جنہیں دیکھ کر امّت کے سفینے کے لئے منزل مقصود کا رُخ متعیّن ہوتا ہے۔

دُعاءِ مغفرت

امیر تنظیم العلماء ضلع سرگودہا حضرت مولانا جلال الدین و مولانا سراج الدین صاحبان کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

انتظار حسین اسعد قادری لاہور

ماہانہ مجلسِ ذکر

حسب سابق انشاء اللہ تعالٰی ماہانہ مجلس ذکر خضرا، مسجد سمن آباد لاہور میں مورخہ ۷ فروری ۱۹۸۲ء بروز اتوار بوقت بعد نماز مغرب زیر صدارت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم منعقد ہو گی — دعوتِ عام ہے۔

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

سیرتِ رسولؐ اور قرآن عزیز

حضور علیہ السّلام کی ہجرت

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :—

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۔ صدق اللہ العلی العظیم ۔

محترم حضرات و معزز خواتین ! آپ سماعت فرما چکے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام کا مولد ابراہیمی شہر "بکہ" (مکہ) تھا جس کے حقانی نام قرآن عزیز میں ام القریٰ، البلد الامین اور البلد الحرام ذکر کئے گئے ہیں ۔

ہجرت — طریق کار

اس شہر میں آپ پر اور آپ کے نام لیواؤں پر جو سختیاں ہوئیں اُن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ صورت حال ناقابل برداشت ہوئی تو آپ کو اس شہر سے ہجرت کا حکم ملا ۔ ہجرت بظاہر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہونے کا نام ہے لیکن شریعت کی اصطلاح میں اس ترک سکونت اور اس نقل مکانی کو کہا جاتا ہے جو دین کے تحفظ کی خاطر یا احکام الٰہی کی تعمیل میں ہو ۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کا قرآن عزیز سورۂ عنکبوت آیت ٢٦ میں ذکر ہے ۔ و قال انی مہاجر الی ربی ۔

اسباب ہجرت

واقعہ یہ ہے کہ کفار قریش کا ظلم اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا ۔ سورۂ نساء کے رکوع ۔١ میں اللہ تعالیٰ نے قتال و جہاد پر ابھارتے ہوئے مسلمانوں سے کہا کہ یہاں کمزور مرد، عورتیں، بچے ایک عرصہ سے فریاد کناں ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس بستی سے ہمارے نکلنے کی سبیل فرما دے ۔ جس کے باسی اور باشندے ظالم ہیں ۔ رسول کریم علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنا تو بڑی بات تھی اس کی طرف سنجیدگی سے توجہ کرنا اور بات سننا بھی انہیں گوارا نہ تھا ۔ تمسخر و استہزاء ان کی عادت تھی ۔

سورۂ انبیاء میں ہے کہ "جب آپؐ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے مسخرہ پن کرنا شروع کر دیتے ہیں" اور الفرقان میں بھی اس سے ملتی جلتی بات موجود ہے کہ :۔

"مشرکین آپ کو دیکھتے ہیں تو تمسخر کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی وہ صاحب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ؟"

ان کی بدبختی یہ تھی کہ آپؐ کو ساحر تک کہتے ۔ سورۂ صافات میں ہے کہ "اے نبی ! آپ کو تعجب ہوتا ہے اور وہ ہنسی اڑاتے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو سنتے نہیں نشانی دیکھتے ہیں تو اسے جادو کا کرشمہ کہہ دیتے ہیں ۔" اور انتہا ہوتی ہے تو آپؐ کے قتل و قید اور جلاوطنی کے منصوبے بننے لگتے ہیں ۔ — الانفال میں ہے :۔

"اور جب یہ کفار آپؐ کی نسبت سوچ رہے تھے کہ آپؐ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن"

چونکہ یہ پیغمبر دشمنی کی انتہا تھی اس لئے خدا نے فرمایا ۔ "وہ اپنی تدبیروں کی فکر میں تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا ۔"

وہ تدبیر

وہ تدبیر ہجرت کی شکل میں سامنے آئی — ساتھی آپ کے کتنے تھے ؟ بہت قلیل تعداد میں، الانفال میں ان کی کس مپرسی کا ذکر ہے کہ انہیں ہر وقت یہ کھٹکا رہتا کہ کفار انہیں اچک نہ لیں، نوچ نہ لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے محفوظ ٹھکانے کا اہتمام فرمایا اور جانتے ہو وہ محفوظ ٹھکانہ کیا تھا — یہی یثرب یعنی مدینۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم جو ہجرت کے نتیجہ میں آپؐ کا مستقر بنا ۔ حکم ہجرت کے بعد جو لوگ وہیں پڑے رہے اُن پر وقت نزع عتاب ہوگا ۔"

سورۂ نساء میں ہے کہ وہ ملک میں اپنی کمزوری کا رونا روئیں گے تو فرشتے کہیں گے کہ خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم ہجرت کر کے وہاں نہ چلے جاتے ؟

اس ماحول میں ہجرت کا حکم عین رحمت تھی کہ یہ مظلوم تو اس کے خواہش مند تھے جیسا کہ آپ نے کچھ دیر پہلے سنا ۔ ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا کہ وہ دعائیں مانگتے کہ اللہ اس سرزمین سے جس کے باشندے ظالم ہیں ہمیں نکال دے — مسلمانوں کا قصور محض یہ تھا کہ وہ اللہ کی عبادت و پرستش پر زور دیتے اور ماسوا کی مکمل نفی کرتے ۔ قرآن میں ہے کہ "یہ ظالم تمہیں اور رسول کریمؐ کو وطن سے اس بات پر نکال رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو ۔" اور رب پر ایمان رکھنا اس وقت اتنا جرم تھا کہ الامان — آل عمران میں ہے کہ "اس وجہ سے انہیں میرے راستہ میں تکلیفیں پہنچائی گئیں" واوذوا فی سبیلی " اور کہیں ما فتنوا ما ظلموا کے الفاظ آئے ہیں ۔ مقصد سب کا ایک ہے کہ مکہ میں مسلمانوں اور ان کے پیشوا و اکابر کی زندگی اجیرن کر دی گئی تھی ۔

سفرِ ہجرت

اس حال میں سفر ہجرت ہُوا لمبا سفر ہے تھکا دینے والا، حالت یہ ہے کہ محض ایک رفیق سفر کی اجازت ہے اور سفر اخفا میں رکھنا پڑا ورنہ جان کے پیاسے کہاں نکلنے دیتے ؟ اور لطف یہ ہے کہ جس رات انہوں نے اجتماعی منصوبہ بندی سے آپؐ کو شہید کرنے کا فیصلہ کیا وہی رات اللہ تعالیٰ نے سفر کے لئے تجویز فرمائی ۔ وہ گھر کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں آپؐ ان کی آنکھوں میں دھول جھونکتے گھر سے نکل اپنے یار و رفیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے ہیں کہ اس خوفناک سفر میں وہی رفاقت کے مستحق ہیں جن کی ترجمانی جذبات "صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس" سے ہوتی ہے — مکہ سے نکلے غار میں ڈیرہ لگایا ۔ خدا نے اپنی کتاب میں اس کو بھی محفوظ کر دیا ۔

توبہ میں ہے ۔" جبکہ کافروں نے آپؐ کو وطن سے نکال دیا تھا ان دو میں سے ایک آپؐ تھے جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے" ۔ لیکن اعتماد علی اللہ اور سکون قلبی ان نازک لمحات میں بھی قائم تھا ۔ قرآن کی شہادت ہے اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا ۔ (التوبہ) جبکہ آپ اپنے رفیق سفر سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔

مدینہ طیبّہ

مکہ معظمہ جہاں سے آپؐ نکلے مدینہ طیبہ جہاں آپؐ کو جانا تھا ٢٣٠ میل ہے (٢٧٠ کلومیٹر قریباً) سطح سمندر سے یہ شہر دو ہزار فٹ کی بلندی پر ہے اور اونٹ کی سواری تھی اور پھر سفر کو مخفی رکھنے کی غرض سے آپؐ کو مزید طویل اور پیچیدہ راستہ اختیار کرنا پڑا ۔ سفر ہجرت حقیقت میں توکّل و اعتماد علی اللہ اور آپؐ کی بلند ترین اخلاقی صفات کا ترجمان ہے اس کے ساتھ ہی قابلیت، تنظیم اور خوش تدبیری جیسی صفات عقلی کا غماز ۔

مدینہ پہنچے تو ہنوز مخالفتوں

کا سامنا تھا بس رخ بدلا۔ نیا سابقہ منافقین سے پڑا۔ یہ لوگ صاحب اثر تھے، زبان پر اسلام کا دعوےٰ تھا لیکن قلبی طور پر بدترین حاسد و دشمن۔ دل کے منکر اور معاند ــــ دوسروں کی سازشوں میں شریک، ان کے قومی کیرکٹر کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان کا جہاں قرآن میں ذکر ہے وہاں اللہ تعالےٰ کا لہجہ سخت غضب ناک اور پُر جلال ہے۔ مثلاً یخادعون اللہ والذین اٰمنوا یہ بدبخت اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرا یہاں یہود سے پالا پڑا۔ انہیں خدا کے تخت جلال کا وارث ہونے کا دعویٰ تھا۔ قومی برتری کے زعم میں یہ مبتلا تھے نبوّت و رسالت کو اپنا استحقاق سمجھتے اور بلاشرکت غیرے۔ مدینہ کی زندگی میں آپؐ کو متعدد غزوے اور دینی محاربے پیش آئے۔ مشرکین مکہ سے، یہود مدینہ سے اور دوسروں سے بھی، چوتھی بات یہ سامنے آئی کہ بہرحال کسی درجہ میں آزادی کا سانس نصیب ہوا تو اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالنے اور قانون و احکامات کے انضباط کی ضرورت سامنے آئی۔ مکّی اور مدنی سورتوں کا واضح فرق آپؐ کو نظر آئے گا وہاں اصلاح عقائد پر زور تھا پچھلی اقوام و ملل کے عبرت انگیز حالات تھے۔ انبیاء علیہم السلام کی سیرت مطہرہ کے جلوے تھے۔ قیامت اور اخروی زندگی کا بیان تھا۔ اب احکامات کا نزول ہو رہا تھا۔ لگاتار اور یکے بعد دیگرے اور صحابہ کی مختصر جماعت اللہ تعالےٰ کی ان پر بے حدو حساب رحمتیں نازل ہوں۔ ایک ایک حکم کی تعمیل میں سرگرم عمل تھے۔

منافقین کا ذکر

ہم نے عرض کیا کہ مدینہ میں جس بدترین شخص سے پالا پڑا وہ منافق تھا۔ قرآن سورۂ توبہ میں کہتا ہے :۔

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق ۔ کہ اہل مدینہ میں ایسے بھی ہیں جو نفاق پر ڈٹ گئے ــ ان پختہ کار منافقین کے ساتھ متذبذب اور متشکک لوگوں کی جماعت اور ٹولی بھی تھی۔ والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینۃ (الاحزاب) یہ مرجفون فی المدینۃ وہی لوگ تھے جو یقین کی دولت سے ہنوز محروم اور اس بات کے منتظر تھے کہ پلڑا کس کا بھاری ہوتا ہے۔ منافقین باوجود معاہدہ کے مشکل معاملات میں کنی کتراتے اور جب کبھی بادلِ نخواستہ مجبوراً انہیں نکلنا پڑتا تو راستہ میں ان کی سوچ کا انداز یہ ہوتا کہ " اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو ہم میں سے جو زبردست اور باعزت گروہ ہے یعنی خود آپ، وہ زیر دستوں یعنی مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دے گا۔ (المنافقون) اللہ تعالےٰ نے ان کی بدعہدی و نفاق کو واضح کر دیا اور تبلا دیا کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسولؐ اور رسولؐ کے متبعین کا مقدر ہے فللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین (المنافقون) انہوں نے تو عین میدانِ جنگ میں لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے جانا چاہا اور گویا پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی تدبیر کی ـــــ الاحزاب میں ہے

" وہ وقت یاد کرو جب ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا تھا کہ اے اہلِ یثرب! ٹھہرنے کا موقع نہیں واپس چل پڑو۔"

مدینہ کا قدیم نام یثرب ہی تھا۔ بنیادی طور پر یہود کا مسکن تھا اب "مدینۃ النبی'' بنا اور پھر صرف المدینہ رہ گیا۔ زاد اللہ شرفًا وتعظیماً۔ آپؐ کا تادمِ آخر یہیں قیام رہا۔ حج اور جہادی ضرورتوں کے علاوہ کہیں تشریف نہ لے گئے۔ مدینہ جانے کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی۔ سلسلہ مواخات قائم ہوا۔ کہ انصار و مہاجرین کو بھائی چارے کے مقدس رشتہ میں پرو دیا۔ ایسا کہ اس کی مثال نہیں۔ مسجد نبوی کے اردگرد ضرورۃً حجرے بنے، انہی میں سے ایک حجرہ یارِ غار کی صاحبزادی، آپؐ کی اہلیہ اور امت کی ماں، صدیقہ کائنات کا تھا اور وہی حجرہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی آخری آرام گاہ بنا۔ اہلِ علم متفق ہیں کہ مدینہ کا وہ خوش قسمت ٹکڑا جہاں جسدِ نبویؐ

(باقی ۲۴ پر)

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی خانگی اور ازدواجی زندگی

★ مولانا عبدالماجد دریاآبادی مرحوم

دوسرے مذہبوں کی تعلیم جو کچھ بھی ہو۔ اسلام نے پیمبروں کو راہبوں اور سنیاسیوں کی شکل میں نہیں، بلکہ بیوی بچے رکھنے والے، اولاد و خاندان والے، گھر گرہستیوں کے قالب میں پیش کیا ہے اور اللہ کے خاص بندوں، عباد الرحمٰن کا ایک خاص وصف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ ان کے ازدواج و اولاد کو اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ (الفرقان رکوع ۶)

اور یہ ایسے ہیں کہ دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا سردار کر دے۔

پیمبروں نے اولاد کی تمنائیں کی ہیں، دعائیں کی ہیں چنانچہ حضرت زکریا کی زبان سے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ۔ (انبیاء رکوع ۶)

اے میرے پروردگار مجھے لاوارث نہ رکھیو اور یوں سب سے بڑا وارث تو تو ہی ہے۔

اور دوسری جگہ یہ دُعا تفصیل سے نقل فرمائی گئی ہے۔ پیرانہ سالی کے باوجود اولاد صالح کے لئے آپ دعا و مناجات کرتے ہیں۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَاۗءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔

اپنے بعد مجھے اپنی برادری والوں سے اندیشہ ہے اور میری بیوی عقیم ہے سو تو مجھے خاص اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما۔ کہ وہ میرا بھی وارث بنے اور آل یعقوب کا بھی وارث بنے اور اس کو اے میرے رب پسندیدہ بنا دے۔

قرآن مجید نے پیمبروں میں سے ذکر ایک کا نہیں بہتوں کا کیا ہے اور اُن میں سے اکثر کے ساتھ تذکرہ ان کے اہل یا عیال کا بھی آ گیا ہے۔ عموماً مدح و امتنان کے موقعہ پر پیمبروں کی اس عام سنّت کے بعد رسول صلعم کا عیال دار ہونا بالکل اغلب تھا۔ لیکن ضرورت ظن و قیاس کی نہیں۔ رسول صلعم کے اہل بیت کا تذکرہ صراحت کے ساتھ موجود ہے اور آپؐ کی خانہ داری اور ازدوجی زندگی اس حد تک تو قرآن مجید سے صاف نکل ہی رہی ہے۔ رسول اللہؐ کی اہلی زندگی کے سلسلہ میں ازواج اور نساء دو لفظ آئے ہیں اور دونوں بصیغہ جمع اس سے یہ تو ظاہر ہی ہو گیا کہ آپؐ کی بیویاں متعدد تھیں۔ ایک جگہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ۔ (التحریم ع ۱)

اے نبی آپ اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے اپنے اوپر وہ کیوں حرام کئے لیتے ہیں۔ جو اللہ نے آپ کے لئے جائز رکھا ہے۔

ازواج بصیغہ جمع اور کئی جگہ بھی قرآن میں حضور کی بیویوں کے لئے آیا ہے اور یہی حال لفظ نساء (بہ صیغہ جمع) کا ہے۔

يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۗءِ۔ (الاحزاب ع ۴)

اے نبی کی بیویو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اور اس رکوع میں بار بار ذکر انہیں بیویوں کا بہ صیغہ جمع آیا ہے تو نفس تعدد تو قرآن مجید نے واضح طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ اب

یہ کہ ان کی تعداد کتنی تھی اس پر چونکہ کوئی فقہی اخلاقی روحانی مسئلہ نہ تھا۔ اس لئے قرآن مجید نے اس غیر ضروری جزیہ کا ذکر نہ کیا تعداد کی تصریح حدیث وسیر کی کتابوں میں ملتی ہے۔

ان ازواج مطہرات کا مرتبہ بھی عام مومنات سے بلند تر تھا اور ساتھ ہی ان کی ذمہ داریاں بھی کہیں بڑھی ہوئی تھیں جو آیت آپ نے ابھی سُنی تھی اسے ایک بار پھر سماعت فرمائیں۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ ۔ (الاحزاب ع ۴)

اے نبی کی بیویو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تقویٰ اختیار کئے رہو۔

اور چونکہ یہ جادہ تقویٰ سے نہیں ہٹیں بلکہ اس پر قائم و مستقیم رہیں جیسا کہ قرآن مجید کی سطور و بین السطور دونوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے لازمی طور پر ان کی قدر و منزلت بہت اونچی تھی۔

ایک جگہ ان کے فضل و منزلت اور ان کی ذمہ داریوں دونوں کو کس طرح سمو کر بیان فرما دیا گیا ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۔ (الاحزاب ع ۴)

اے نبی کی بیویو تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی بیہودگی کرے گی۔ اس کو سزا بھی دُہری ملے گی۔

اور اسی کے متصل۔

وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۔

اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے پیمبر کی فرمانبرداری کرے گی۔ اور نیک عمل کرتی رہے گی۔ ہم اسے اس کا اجر دُہرہ دیں گے۔

ان کے لئے عام شریعت کے قانون کی پابندی ضروری تھی اور ان کے لئے کچھ احکام خصوصی بھی تھے۔ ایک طویل آیت میں ان میں سے اکثر کو ایک جا کر دیا گیا ہے۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔ (الاحزاب ع ۴)

تو تم بولنے میں نزاکت نہ اختیار کرو کہ اس سے ایسے شخص کو کہ جس کے دل میں کھوٹ ہے توقعات قائم ہونے لگیں گی اور بات کھری کہا کرو اور اپنے گھروں کے اندر قرار سے رہا کرو اور زمانہ جاہلیت قدیم کی طرح اپنا بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول صلعم کی فرمانبرداری کرو اور اللہ کو یہ منظور ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے آلودگی کو دُور رکھے اور تمہیں خوب پاک صاف رکھے اور عنایات الٰہی اور اس علم کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ راز داں ہے اور پورا خبردار ہے۔

"اہل البیت" کے لغوی معنی میں گو وسعت و تعمیم ہو لیکن یہاں جس سیاق میں یہ لفظ آیا ہے اس سے کھلی ہوئی مراد ازواج مطہرات ہی ہیں یہ آیت اور جو آیت اس کے ماقبل تلاوت ہو چکی ہے دونوں کے ملانے سے اتنے امور پوری طرح روشنی میں آ جاتے ہیں۔

اوّل یہ کہ قانون شریعت جو ساری امت کے لئے تھا وہی ان پاک بیویوں کے لئے بھی تھا یہ نہ تھا کہ شرف زوجیت رسول صلعم کی بنا پر یہ شریعت کی کسی دفعہ سے مستثنیٰ ہو جائیں یا یہ کہ تعمیل احکام سے کسی درجہ میں بھی معاف ہو جائیں یہ استثناء اور یہ معافی جب خود حضرات انبیاء کی ذات تک کے لئے نہ تھی تو ان کے ازواج اولاد کے لئے کیونکر ممکن تھی۔

دوسرے یہ کہ پاک بازی اور طہارت نفس کا معیار ان پاک بیویوں کے لئے کچھ اور بڑھا کر رکھا گیا۔

تیسری بات یہ کہ گھروں کے اندر رہنے اور بلا ضرورت باہر چل پھر کرنے سے باز رہنے کی تاکید ان کے لئے ہوئی۔

چوتھے نمبر پر یہ کہ ازواج نبی صلعم کے لئے یہ خصوصی درجہ۔ احترام کا مقرر کر دیا گیا ان کے حسن عمل پر اجر بھی زائد۔ ان کی خطاؤں لغزشوں پر گرفت بھی زیادہ سخت۔

پانچویں بات یہ کہ اس کی شہادت کہ ان کے گھروں میں چرچا قرآن و حکمت ربانی کا خوب رہا کرتا تھا فی بیوتکن کا لفظ بہت قابل لحاظ ہے فی بیت النبی نہیں فرمایا۔ بلکہ گھروں کی نسبت خود انہیں محترمات کی جانب کی ہے۔

یہ بھی خیال کر لیا جائے کہ چھٹی صدی عیسوی اور ساتویں صدی کے شروع کا عرب تمدن بیسویں صدی کا فرنگی تمدن نہ تھا کہ مکان میں کئی کئی کمرے بیڈ روم اور ڈرائنگ روم اور ڈائیننگ روم وغیرہ ہوں۔ رسول اعظم صلعم کی بھی سکونت کے لئے بس ایک حجرہ ہی تھا اور حجرہ کا ترجمہ آج کے معیار سے بجائے کمرے کے کوٹھڑی ہی سے کرنا قرین صحت ہوگا۔ چونکہ ازواج مبارک متعدد تھیں۔ حجرے بھی قدرۃً متعدد ہی تھے اور آپ صلعم کا قیام کبھی ایک حجرہ میں رہتا، کبھی دوسرے میں اور اوقات مقررہ پر مجلس باہر مسجد میں ہوتی۔ قرآن مجید نے اسی لئے حجرات بہ صیغہ جمع استعمال فرمایا ہے اور عرب کے گنواروں کو اس شائستگی کی تعلیم دی ہے کہ آپ کو باہر سے پکارنا نہ شروع کر دیا کریں۔ بلکہ آپ کے باہر برآمد ہونے کا انتظار کیا کریں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

(الحجرات ع ۱)

جو لوگ آپ کے حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور اگر یہ اتنا ٹھہر جاتے کہ آپ ان کے لئے باہر نکل آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ سا درمیان میں آگیا۔ اب پھر متوجہ ازواج مطہرات کے ذکر کی طرف ہو جائیے۔ انہیں کی معاشرت اور منزلی زندگی کے سلسلہ میں یہ آیت بھی بہت پُرمعنی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا۔

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں۔ اور لطف و خوبی کے ساتھ تمہیں رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو اللہ نے تم سے نیک کاروں کے لئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

لیکن نیک کار (محسنات) تو یہ سب ہی تھیں جیسا کہ قرآن مجید کے سکوت سے اور تاریخ و سیر کی تصریحات سے ظاہر ہوتا ہے اور استثناء کسی ایک کا بھی کہیں سے ثابت نہیں اس لئے اجر عظیم کی حصہ دار یہ سب ہی قرار پائیں۔

ایک بات اور بھی آیت سے نکل آئی۔ جب آنحضرت صلعم نے (تعمیل ارشاد الٰہی میں) سب ہی بیوی صاحبوں کو اس کی اجازت دے دی تھی کہ دُنیا کی خوشحالی کی اگر بہار دیکھنا چاہتی ہو تو میں تم کو ہنسی خوشی اپنے سے الگ کر دینے کو تیار ہوں اور اس اجازت و رعایت سے فائدہ کسی ایک نے بھی نہ اٹھایا تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ ان سب کی زندگی تقویٰ و طہارت کے کس بلند مرتبہ پر تھی۔ اور پھر ایک بات اور بطور شاخ در شاخ کے یہ بھی نکل آئی کہ آپس میں سارے طبعی اختلافات کے باوجود مال دنیا سے یہ بے رغبتی اور نفع اخروی کی طرف رغبت ان سب میں مشترک رہی تو یہ نتیجہ صرف زوجیت رسول صلعم ہی کا ہو سکتا ہے اور اس سے خود رسول صلعم کی نظر کیمیا اثر پر بھی پوری روشنی پڑ جاتی ہے۔

اب ذرا ایک اور زاویئے سے آیت پر نظر کیجئے تو یہ حقیقت بھی فاش و برملا سامنے آ جاتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خانگی معیشت بہت سادہ اور معمولی قسم کی تھی جس کے لئے خوشحالی کا حوصلہ اور امنگ رکھنے والی ہر عورت کو پتہ مار کر ہی رہنا ہوتا تھا۔

ازواج کے تعدد کی شہادت میں ایک آیت کچھ دیر پہلے سامعین و ناظرین کے علم میں آ چکی ہے سورہ تحریم کی وہی آیت ایک بار پھر حسنِ معاشرت کے پہلو سے ملاحظہ ہو۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ (التحریم ع ۱)

اے نبی آپ اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے اس چیز کو اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے۔

اسس دلجوئی کا کچھ ٹھکانہ ہے! بیوی صاحبوں کی دلجوئی رسول اللہؐ کو اس درجہ مدِنظر رہتی ہے کہ کبھی اسس پر اللہ کی طرف سے بندشس عائد کرنے کی ضرورت پڑ جاتی! یہ وہ معاندین دیکھیں جنہوں نے رسول اللہؐ کی لطیف و نرم، دلآویز شخصیت کو ایک سخت گیر، درشت اور خشک مزاج انسان کی حیثیت سے پیش کرنا چاہا ہے! اپنی کسی رفیق زندگی کی خاطر، کسی مادی لذت سے تمتع نہ کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لینا، بجائے خود معصیت کسی درجہ میں بھی نہیں۔ پھر بھی صاحب شریعت کے درجہ سے فروتر تھا اس لئے تنبیہہ فرما دی گئی کہ پیمبر کا کسی نعمت دنیوی سے مستقل طور پر دست بردار ہو جانا عملاً اسس کو حرام کر لینے ہی کے حکم میں داخل ہے۔

اسس آیت کے معًا بعد کی آیتیں اسی سلسلہ بیان سے متعلق ہیں اور تینوں بڑی معنی خیز۔ پہلی آیت ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْهَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

(اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے کوئی بات چپکے سے فرمائی۔ اور وہ بات ان بیوی نے (کسی اور بیوی) کو بتا دی اور اللہ نے نبی کو اس کی خبر کر دی۔

تو نبی نے اسس کا کچھ حصّہ بتلا دیا اور کچھ کو ٹال گئے پھر جب نبی نے ان بی بی کو وہ بات جتلا دی تو وہ بولیں آپ کو کس نے اس کی خبر کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ علیم و خبیر خدا نے مجھے خبر دی۔

جس قصّہ کی جانب اشارہ اس آیت میں ہے۔ اسس کا ماحصل حدیث و سیر کی کتابوں میں یہ ملتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی کسی زوج مبارک سے کوئی بات مصلحتاً رازدارانہ فرمائی تھی۔ ان صاحبہ نے وہ بات دوسری صاحبہ تک پہنچا دی اور اس کی اطلاع آپؐ کو وحیِ الٰہی سے ہو گئی۔ اس پر آپؐ نے ان پہلی بیوی صاحبہ سے رازشکنی کی شکایت کی۔ لیکن اس وقت بھی پوری بات نہ دہرائی کہ اس سے ان کو شرمندگی اور زیادہ ہوتی۔ بس صرف اتنا فرمایا کہ تم نے ہماری آپس کی بات دوسری تک بلا اجازت کیوں پہنچا دی۔

قرآن مجید کوئی بات بلا مقصد نہیں بیان کرتا۔ اس تمامتر خانگی قصّہ کے لے آنے سے سبق ایک نہیں کئی کئی نکلتے ہیں۔

چنانچہ پہلی تو یہی نکلی کہ آپؐ کی معیشی اور خانگی زندگی جنّت کی نہیں اسی خاکی دنیا کی زندگی تھی۔ جو نوع بشری کے ہر ہر فرد کے لئے نمونہ کا کام دے سکتی تھی، پیچیدگیاں اس میں وہی پیش آتی تھیں جو ہر انسان کو اپنی ازدواجی زندگی میں پیش آسکتی ہیں اور علاوہ ملکی انتظامات اور اجتماعی معاملات میں اُمّت کی رہنمائی و پیشوائی کے آپؐ کو خانگی معیشت کے مرحلوں سے گذرنا تھا کہ بغیر اس کے اسوۂ حسنہ کے کامل و جامع ہونے کے کوئی صورت نہ تھی علیٰ ہذا بیوی صاحبان کی فطرت بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تربیت و تزکیہ نفس کے باوجود بشری ہی تھی۔

دوسرا سبق یہ ملا کہ حُسنِ معاشرت و معیشت گویا آپؐ پر ختم تھا۔ عین ناگواری کے وقت بھی رفق و ملاطفت کا سررشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پایا اور دلدہی و دلجوئی کے تقاضوں سے اشتعال کے وقت بھی ذہن کو غفلت نہ ہوئی۔

تیسرا پہلو یہ ملاحظہ ہو کہ زبان سے یہ نہ ارشاد ہُوا کہ خبر مجھے کیوں نہ ہو جاتی سبب نہ اپنی فراست کو پیش فرمایا نہ اپنے کشف و اشراق کو فرمایا تو ایک عبد کامل کی طرح یہ فرمایا کہ اسی خدائے علیم و خبیر نے مجھے خبر پہنچا دی ۔۔۔ ضمناً اس حکیمانہ طرز جواب سے بیوی صاحبان میں توبہ و رجوع کی توقع بھی زیادہ پیدا ہو گئی۔

متصل آیت میں خطاب ان دونوں بیوی صاحبوں سے ہے جن سے آپ کے قلب کو وقتی اذیت پہنچی تھی۔

وَاِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرًا۔

اے دونوں بی بیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو تو تمہارے دل تو اس طرف مائل ہو رہے ہیں اور اگر تم نبی کے مقابلے میں کارروائیاں کرتی رہیں تو نبی کا رفیق تو اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں۔

آیت کے سلسلہ میں یہ تفسیری نکتہ ذہن نشین رہے کہ بیوی صاحبوں میں سے ہر ایک کا یہ خیال کہ آپؐ کا دل دوسروں کی بجائے خود انہیں کی طرف رہے ایک امر طبعی تھا جس پر کوئی ملامت نہیں۔ پھر جب اس کا مبنیٰ اور منشا رحُبِّ رسولؐ و حبّ شوہر تھا۔ جب تو کوئی دُور کی بھی قباحت اس میں باقی نہیں رہتی لیکن اس کے ساتھ اس کا دوسرا پہلو دوسروں کے حقوق کا اتلاف بھی تھا اس سے توبہ کرانا ان کے حق میں ضروری قرار پا گیا۔

آیت سے حیات مبارک کے اسس پہلو پر بھی روشنی پڑ گئی ہے کہ جس کی تائید و نصرت پر اللہ تعالیٰ خود موجود ہو اور اس کے فرشتے اور صالحین اُمّت بھی اسے کسی کی سازشس نقصان ہی کیا پہنچا سکتی ہے۔

قصہ ابھی ختم نہیں ہُوا ہے تیسری متصل آیت بھی ملاحظہ ہو۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا۔

اور اگر نبی تمہیں طلاق دے دیں ان کا پروردگار تمہارے عوض تم سے بہتر بی بیاں انہیں دے دے گا، اسلام والیاں، ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ بھی اور کنواریاں بھی۔

اسس سے پہلی تعلیم تو یہ ملی کہ ایسی اکمل و مکمل شخصیت رکھنے والے کو موجودہ بیویوں کی محتاجی ہی کیا ہو سکتی ہے وہ جب چاہے ان کو طلاق دے دے اللہ اس کے لئے بہترین ازواج کا خود انتظام فرما دے گا۔ جو اپنے صفات و سیرت کے لحاظ سے ہر طرح اس کی زوجیت کی اہل ہوں گی۔ اہلیت کے اجزا سب آیت میں گنوا بھی دئے ہیں۔

اور اس حقیقت کے ساتھ جب یہ مقدمہ بھی ملایئے کہ طلاق کی نوبت کسی ایک کے لئے بھی نہ آئی تو نتیجہ کھلا ہُوا یہ نکلتا ہے کہ ساری ہی ازواج مطہرات اس معیار اہلیت پر پوری اتریں اور اس پر قائم رہیں۔ گویا ازواج مطہرات کے مرتبہ و عصمت و عظمت پر مہر شہادت خود قرآن مجید نے ثبت کر دی۔

جن بیوی صاحبہ کی طرف اشارہ آیۂ کریمہ میں بعض ازواجہ کے تحت میں آیا ہے حدیث و سیرت کی کتابوں میں ان کا نام حفصہؓ بنت عمر الخطاب آیا ہے اور جن دوسری بیوی سے وہ راز کی بات کہی گئی تھی ان سے مراد حضرت عائشہ صدیقہؓ لی گئی ہیں۔

اس ساری تفصیل سے روشنی نہ صرف اس سادہ حقیقت پر پڑ گئی کہ کہ آپ کی ازواج مبارک متعدد تھیں۔ جیسا کہ اکثر انبیاء سابقین کا دستور رہا ہے بلکہ اہلبیت کی فطری بشری کمزوریاں اور اس کے باوجود ان کا اعلیٰ معیار کردار اور اُن کے ساتھ حضورؐ کا حسن معاشرت یہ سب بھی روشنی میں آ گئے۔

یہ بیوی صاحبان اس منزلت و مرتبت کے بعد قدرۃً اس کی مستحق اور زیادہ ٹھہریں کہ ساری امت کی مائیں قرار پائیں چنانچہ ارشاد ہوُا۔

وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب ع ۱) ۔

اور ان (رسولؐ) کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

اور جب یہ اُمّت بھر کی مائیں ٹھہر گئیں تو یہ نتیجہ خود بخود لازم آ گیا کہ ان کے ساتھ امت کے کسی مرد کا نکاح بھی حضور صلعم کے بعد جائز نہ ہوگا۔ لیکن مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر۔ علاوہ اس عمومی نتیجہ کے، اس کی ہدایت امت کو براہِ راست مخاطب کر کے بھی فرما دی گئی۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا۔

(الاحزاب ع ۷)

اور تمہارے لئے درست نہیں کہ تم رسول اللہ کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ کہ ان بعد کبھی بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بیجا بات ہے۔

اور رسولؐ کی حین حیات بھی یہ ادب امت پر ان محترم بیوی صاحبان لئے عائد کر دیا گیا تھا۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ

مِن وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔

جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ بات ایک عمدہ ذریعہ ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو پاک رکھے گا۔

ازواج مطہرات کے ساتھ رسول اللہ کی صاحبزادیاں (بصیغہ جمع) بھی تھیں جیسا کہ آیہ کریمہ میں ارشاد ہوا ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ۔ (الاحزاب ع ۸)

اے نبی کہہ دیجئے اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے۔

یعنی دو سے زائد صاحبزادیوں کا وجود تو اننے سے ثابت ہو گیا اب دوبارہ یہ آیت سنئے کہ جس سے یہ معلوم ہوگا کہ حجاب ہی کے سلسلہ میں ایک اور قانون اُمہات مومنین اور رسولؐ کی صاحبزادیوں کے لئے تھا اور وہ اُمت کی ہر خاتون تک وسیع کر دیا گیا۔ ارشاد ہوا ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔ (ایضاً)

اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور (دوسرے) مسلمانوں کی بیویوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادریں تھوڑی سی نیچی کر لیا کریں۔

یہ اپنے اوپر اپنی چادریں نیچی کر لینے کا حکم وہی ہے جسے ہمارے ملک میں اور ہماری زبان میں گھونگھٹ نکال لینا کہتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کے دائرے میں آپ کے لئے قدرۃً بعض خصوصی وسعتیں اور رعایتیں تھیں جو عام افراد امت کو حاصل نہ تھیں چنانچہ ایک ارشاد یہ ملتا ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(الاحزاب ع ۶)

اے نبی ہم نے آپ کے لئے یہ بیویاں حلال کی ہیں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی جو آپ کی ملک میں ہیں۔ جنہیں اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوایا ہے۔ اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیاں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں۔ جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومنہ بھی جو اپنے کو (بلا عوض) نبی کو دے دے۔ بشرطیکہ نبی بھی اس کو نکاح میں لانا چاہیں یہ حکم مخصوص ہے آپ کے لئے بخلاف (عام) مومنین کے۔

احکام سے قطع نظر آیت کے الفاظ سے رسول اللہ کے خاندان کے کتنے افراد کا وجود بھی ثابت ہو گیا۔ آپؐ کے چچا اور ماموں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور پھر ان میں سے ہر ایک بیٹیاں۔ ان سب کے وجود کی شہادت تو آیہ کریمہ سے مل ہی گئی ـــ رہیں آپ کے منصب خصوصی اور مرتبہ امتیازی کے لحاظ سے آپؐ کے لئے رعایتیں تو انہیں کے سلسلہ میں آیت کا یہ حکم بھی سن لیا جائے کہ ازواج کے درمیان شب باشی یا باری کی بھی پابندی آپ پر نہ تھی۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا۔ (ایضاً)

آپ ان (بیویوں) میں جس کو چاہیں اپنے سے دُور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہے ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں اس انتظام میں زیادہ توقع ہے اس کی کہ اُن (بیویوں) کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ آزردہ نہ ہوں گی اور اس پر راضی رہیں گی جو کچھ آپ ان کو دے دیں۔ اور اللہ اُسے خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ بڑا علم والا ہے، بڑا حلم والا ہے۔

بیان رسولؐ اللہ کے لئے ازدواجی رخصتوں اور رعایتوں کا ہو رہا تھا۔ لیکن ضمناً اس

آیت سے یہ مضمون بھی نکل آیا کہ خود بارگاہ الٰہی میں ان محترم بیبیوں کا احترام تھا ـــ وسط آیت کے الفاظ پہلے اگر روا روی میں پوری طرح خیال میں نہ رہے ہوں تو اب دوبارہ ان کا استحضار کر لیا جائے۔

یہ انتظامات اس لئے کہ اس سے ان محترمات کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور انہیں آزردگی نہ پیدا ہونے پائے! اللہ اللہ کس درجہ اہتمام اپنے رسولؐ ہی کی نہیں ان کے حرم محترم کی بھی دلجوئی کا ہے اور اس صورتحال کا یہ لازمی نتیجہ تو ہونا ہی تھا کہ یرضین بما اتیتھن کلھن یہ سب راضی رہیں گی اس پر آپ انہیں جو کچھ دے دیں۔

لیکن یہ نہ خیال کر لیا جائے کہ رسول کے لئے ازدواجی زندگی میں بس وسعتیں اور رعایتیں ہی تھیں۔ نہیں بلکہ جہاں ایک طرف یہ گنجائشیں تھیں وہیں دوسری طرف خصوصی پابندیاں بھی تھیں۔ چنانچہ آپؐ کے لئے جائز نہ رہا کہ نزول آیت کے وقت جو ازواج مطہرات موجود تھیں انہیں بدل کر کسی اور عقد میں لے آئیں یا کوئی اور نیا عقد فرمالیں۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

(الاحزاب ع ۶)

آپ کے لئے ان عورتوں کے بعد کوئی عورت جائز نہیں اور نہ یہ جائز کہ ان بیویوں کے بجائے دوسری کر لیں چاہے آپ کو اُن کا حسن بھلا ہی لگے مگر ہاں بجز ان کے جو آپ کی باندیاں ہیں۔

انسان بہرحال آپؐ بھی تھے تمام بشری جذبات و میلانات کے ساتھ اس لئے کسی حسین صورت کی طرف میلان طبع ہو جانا ذرا بھی عبدیت و رسالت کے منافی نہیں اور فطرت بشری کے عین مطابق ہے لیکن اس طبعی مقتضا پر عمل کر دینے سے آپ کو بالکل روک دیا گیا اور جو آزادی ساری اُمت کے لئے تھی وہ آپ کی ذات کے لئے باقی نہ رہی۔

افترا پردازوں اور بدنفسوں سے دنیا کا کوئی بھی ماحول خالی نہیں خواہ اپنی عمومی حیثیت سے وہ کیسا ہی پاکیزہ و بلند ہو۔ رسولؐ اللہ کی ازدواجی زندگی میں بھی ایک ایسا سخت و ناخوشگوار موقع پیش آگیا جس نے بعد کو امت والوں اور امت والیوں کے لئے بڑی سے بڑی بدنامی کے بوجھ کو بھی اٹھا لینا آسان کر دیا ہوا یہ کہ چند شر پسند منافقوں نے حضورؐ کی محبوب ترین زوجہ مبارک حضرت عائشہؓ پر ان کے ایک تنہا سفر کو آڑ بنا کر بغیر کسی عینی یا سمعی شہادت کے بھی محض وہم و بدگمانی کو کام میں لا کر ایک بڑا گندہ الزام تراش دیا۔ اور اکا دکا سادہ لوح مسلمان بھی اس طوفان بے تمیزی میں ان کی دیکھا دیکھی شریک ہو گئے الزام تھا اس نوعیت کا کہ حضورؐ انور تو خیر غیرت مجسم ہی تھے دنیا کا کوئی غیرت مند شوہر برداشت نہ کر سکتا۔ قرآن نے اس واقعہ کا نام ہی الافك یعنی بہتان یا طوفان رکھ دیا ہے اور اس کو شروع ہی عتاب سے کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

(النور ع ۲)

جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کر رکھا ہے وہ تم ہی کا ایک گروہ ہے۔ تم اس چیز کو اپنے حق میں بُرا مت سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کے لئے وہی وبال ہے جتنا گناہ اس نے کیا تھا اور اس میں جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اُس کے لئے عذاب بھی بڑا ہے۔

یُوں ہی کسی مومنہ کی عزت و اکرام پر حملہ کرنا کیا کم ہے چہ جائیکہ اس کا ہدف مومنات صالحات کی سردار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی خاتون کو بننا پڑا ہو۔ ایسے بدنفس افترا پردازوں کے سروں پر تو عذاب آکر ٹوٹنا تھا۔ مومنین کی سادہ لوحی بھی قابل گرفت ٹھہری کہ ایسے کھلے ہوئے بہتان کو سُنتے ہی تردید کیوں نہ کر دی۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ۔

جب تم لوگوں نے یہ چرچا سُنا تھا تو مومنین و مومنات نے اپنے لوگوں سے گمان نیک کیوں نہ رکھا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے۔

ایسے بہتان کو سن کر اس کے متعلق شک

وتذبذب میں پڑجانا اور بے خیالی میں مشغلے کے طور پر اس کا ایک دوسرے سے چرچا کرتے رہنا یہ سب ایک صالح معاشرے کے لئے سخت قابل مواخذہ تھا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ۔

(النور ع ۲)

اور اگر تم پر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں تو جس مشغلہ میں تم پڑے ہوئے تھے اس پر تمہارے اوپر عذاب سخت آپڑا ہوتا یہ وہ وقت تھا جب تم اپنی زبانوں سے اسے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کی تم کو مطلق تحقیق نہ تھی اور تم اس کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی۔

تاکید واہتمام کے ساتھ دوبارہ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ (ایضاً)

اور جس وقت تم نے یہ چرچا سنا تھا تو اسی وقت کیوں نہ بول اٹھے کہ ہماری مجال نہیں جو ایسی بات زبان سے بھی نکالیں معاذاللہ! تو ایک عظیم بہتان ہے۔

ان آیات کو اور واقعہ سے متعلق ان تفصیلی وجزئی احکام عتاب کو پڑھ کر اندازہ کیجئے کہ قرآن مجید کے نازل کرنے والے کا اپنے رسولؐ ہی نہیں رسول کے گھر والوں کا بھی احترام کس درجہ ملحوظ تھا اور یہیں سے ان نادان معاندین کی بات کا بھی جواب نکل آتا ہے جنھوں نے اعتراضاً کہا ہے کہ قرآن جیسی کتاب ہدایت کو آخر پیمبر کی ذاتی خانگی زندگی کے جزئیات سے کیا واسطہ تھا معترض بیچارہ ع

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

اسے کیا خبر کہ محمد عربیؐ کی زندگی ایک شخص اور ایک ذات کی تھی ہی کب؟ یہ زندگی تو سارے عالم کے لئے نمونہ اور مثال تھی۔ ہر ملک ہر قوم، ہر زمانہ کے افراد واشخاص کے لئے سبق اس کے اندر موجود ہیں اور بشری زندگی میں جتنے بھی تکوینی مرحلے طبعی اور عمومی طور پر پیش آسکتے ہیں سب سے اس ذات اقدس کا گزر قصداً کرایا گیا تھا تاکہ وہ آفاق گیر نمونہ کا کام دے اور ایک ایک فرد بشر اپنے ظرف کے لحاظ سے اس سے استفادہ کر سکے تو سوال اب یہ نہ کیجئے کہ اتنی تفصیلات قرآن مجید میں کیوں بیان فرمائیں بلکہ اگر کیجئے، تو یہ کہ بیان ان سے زائد تفصیلات کا کیوں نہ ہوا؟

لاولدی عرب میں بھی اکثر جاہلی قوموں کی طرح ایک بڑا عیب سمجھی جاتی تھی اور معاندین نے آپ پر اس سلسلے میں آوازے کسنے شروع بھی کر دیئے تھے قرآن مجید نے اس کے جواب میں زور کے ساتھ کہا۔

یعنی بے اولاد رہ جانے والے تو آپؐ نہیں۔ آپ کے دشمن ہی ہیں اور عطائے کوثر وغیرہ سے قطع نظر ایک اور بھی علم اس سے یہ حاصل ہوا کہ رسولؐ اللہ صاحب اولاد تھے اور آپؐ کا صاحب اولاد ہونا منکروں معاندوں کے مشاہدہ میں آتا رہا۔ لیکن ساتھ ہی قرآن نے یہ بھی سنا دیا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ۔ (الاحزاب ع ۵)

محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

اس سے حضورؐ کی بالغ اولاد نرینہ کی نفی ہو گئی اور اہل سیر کا بیان بھی یہی ہے کہ حضورؐ کے صاحبزادوں میں سے کوئی بھی عہد شیر خوارگی سے آگے نہ بڑھا اور جب کوئی صاحبزادے نہ تھے تو اولاد میں بجز صاحبزادیوں کے اور رہ کون جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ حضورؐ کی بنات (صاحبزادیوں) کا ذکر آیا ہے اور وہ آیت ابھی چند منٹ پہلے آپ کے سامنے پیش ہو بھی چکی اور دوسری جگہ بنات کے بجائے "نساء" کا لفظ آیا ہے وہ حوالہ بھی آپ کی سماعت میں آچکا اور اہل سیر کے اس بیان سے تو سب ہی واقف ہوں گے کہ حضورؐ کی چار صاحبزادیوں میں سے ایک کا سلسلہ نسل ماشاءاللہ خوب پھیلا اور بڑا بابرکت ثابت ہوا۔

بقیہ: حضرت امروٹیؒ

شہیدانِ اسلام کی یاد کو تر و تازہ کر رہی تھی۔ جاہل خواہ عالم، جدید تعلیم یافتہ یا قدیم درسگاہوں کے فارغ سب ایک ہی نشے میں مست، ایک ہی درد میں دیوانے، ایک ہی محبت میں ممنون، ایک ہی چیز کے شیدائی اور ایک ہی الفت میں غرق تھے۔ یعنی خلافت اسلامیہ کی حفاظت کی فدا کار اور حمایت!

خلیفۃ المسلمین، اس کی رعیت اور ملک پر مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں مقاماتِ مقدس جنگ کی بربادیوں کا شکار ہیں۔ جن مقاماتِ مقدس کا تحفظ صدیوں سے خلیفۃ المسلمین کی ذمہ داری رہی ہے وہ اب ان کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔"

کانفرنس کے سامعین یہ تفصیلات سن کر بے تحاشا رو رہے تھے، ان کی آنکھوں سے آنسو بند نہیں ہو رہے تھے لوگ چیخ چیخ کر بھی رو رہے تھے، لوگ سرد آہیں بھر کر اسلام کی مظلومیت پر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر خدا سے فریاد کر رہے تھے۔ (جاری ہے)

ارشادات سید عبدالقادر جیلانیؒ

۱۔ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

۲۔ وعظ خالصۃً للہ کرو ورنہ تیرا گونگا پن ہی کافی ہے۔

۳۔ جب تک تیرا غرور اور غصہ باقی ہے اپنے آپ کو اہلِ علم میں شمار نہ کر۔

۴۔ وہ رزق کی فراخی جس پر شکر نہ ہو اور وہ معاش کی تنگی جس پر صبر نہ ہو فتنہ بن جاتے ہیں۔

۵۔ جو خدا سے واقف ہو جاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہو جاتا ہے۔

۶۔ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

۷۔ دنیا کی محبت سے خاصانِ خدا کو پہچاننے والی آنکھ اندھی رہتی ہے۔

۸۔ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا، پھر اوروں کو علم سکھانا ہے۔

۹۔ اوروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدباطن رہ۔

۱۰۔ اے عالم! اپنے علم کو دنیا داروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے میلا نہ کر۔

۱۱۔ بدگمانی تمام فائدوں کو بند کر دیتی ہے۔

مرسلہ: محمد آصف نعمت اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میٹھے بول

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت جس بندے پر زیادہ ہوتی ہے۔ اس بندے پر لوگوں کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔

۲۔ تو خدا کو یاد رکھ اس کو اپنے سامنے پائے گا۔

۳۔ تو اللہ کو یاد رکھ وہ تیری حفاظت کرے گا۔

۴۔ تم اللہ کو راحت میں نہ بھولو، وہ تمہیں مصیبت میں نہ بھولے گا۔

۵۔ دنیا میں مہمان کی طرح رہو۔

۶۔ تم اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ

۷۔ باوضو حالت میں سویا کر اگر تم مر جاؤ گے تو شہید مرو گے۔

۸۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کرو۔ قیامت میں تمہیں مجھ سے ملاقات نصیب ہوگی۔

۹۔ تم معاف کرو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا۔

۱۰۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

۱۱۔ اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو، تمہارے گھر میں خیر و برکت زیادہ ہوگی۔

۱۲۔ میری امت میں تم جس سے بھی ملو سلام کرو۔ تمہاری نیکیاں زیادہ ہوں گی۔

۱۳۔ گناہ کو کم کر، موت تجھ پر آسان ہوگی۔

★ محمد کاشف غلام سرور

ابوالکلامیات

مرسلہ: ڈاکٹر شبیر بہادر خان

"سکندر کی فتوحات کی عمر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی خود اس کی عمر تھی۔ لیکن سائرس (ذوالقرنین) کی فتوحات نے جو اینٹیں چُن دی تھیں۔ وہ سو برس تک نہ مل سکیں۔ سکندر کی فتوحات صرف جسم کی فتوحات تھیں جنہیں قہر و طاقت نے سر کیا تھا لیکن سائرس کی فتوحات روح و دل کی فتوحات تھیں۔ جنہیں انسانیت اور فضیلت نے سر کیا تھا۔ پہلی سر اٹھاتی ہے لیکن ٹِک نہیں سکتی، دوسری ٹِک جاتی ہے پھر ٹلتی نہیں۔"

"در اصل اعمالِ انسانی کے تمام گوشوں میں اصلی سوال حدود ہی کا ہے اور ہر جگہ انسان نے اسی میں ٹھوکر کھائی ہے۔ یعنی ہر بات کی جو حد ہے اس کے اندر نہیں رہنا چاہتا۔ دو حق ہیں اور دونوں کو اپنی اپنی حدود کے اندر رہنا چاہئے ایک حق تذکیر و تبلیغ کا ہے، ایک پسند و قبولیت کا۔ ہر انسان کو اس کا حق ہے کہ جس بات کو درست سمجھتا ہے اسے دوسروں کو بھی سمجھائے۔ لیکن اس کا حق نہیں ہے کہ دوسروں کے حق سے انکار کر دے۔ یعنی یہ بات بھلا دے کہ جس طرح اُسے ایک بات ماننے نہ ماننے کا حق ہے ویسا ہی دوسرے کو بھی ماننے نہ ماننے کا حق ہے اور ایک فرد دوسرے کے لئے ذمہ دار نہیں۔

سورۃ یوسف

حسد و بغض کا نتیجہ وہی ہے جو (یوسفؑ کے) بھائیوں نے پایا۔ راست بازی و نیک عملی کا نتیجہ وہی ہے جو حضرت یوسفؑ کو ملا۔ صبرِ جمیل کبھی اس نتیجہ سے محروم نہیں رہ سکتا جو حضرت یعقوبؑ کے حصے میں آیا تھا۔ معصیت کے بیج سے ہمیشہ وہی پھل پیدا ہوگا جو امرأۃ العزیز کو نصیب ہوا تھا۔ جھوٹ کتنا سوچ سمجھ کر بنایا گیا ہو، سچ نہیں ہو جاتا۔ سچ کتنے ہی ناموافق حالات میں اپنے آپ کو پائے لیکن جھوٹ نہیں ہو جاتا۔ علم و فضیلت ہر حال میں ایک حکمران قوت ہے۔ سب کو اس کے آگے جھکنا پڑے گا۔ حُسنِ عمل ہر حال میں ایک فتحمند حقیقت ہے، سب کو اس کا لوہا ماننا پڑے گا۔

. . . . پھر امرأۃ العزیز کا معاملہ رونما ہوتا ہے — پچھلی آزمائش (باپ کی محبت بھری گود سے نکل کر غلام بن کر بکنا) ذہن و دماغ کی آزمائش تھی، یہ جذبات کی تھی اور انسان کے لئے سب سے بڑی آزمائش جذبات ہی کی آزمائش ہوتی ہے۔ وہ سمندر کی موجوں سے ہراساں نہیں ہوتا، پہاڑ کی چٹانوں سے نہیں گھبراتا۔ آسمان کی بجلیوں سے نہیں لرزتا، درندوں کے مقابلہ سے منہ نہیں موڑتا، تلواروں کے سائے میں کھیلنے لگتا ہے، لیکن نفس کی ایک چھوٹی سی ترغیب اور جذبات کی ایک ادنیٰ سی کشش کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن حضرت یوسفؑ کی سیرت کی چٹان یہاں بھی متزلزل نہ ہو سکی۔ اُن کی بے داغ فضیلت پر نفسِ انسانی کا سب سے بڑا فتنہ بھی دھبہ نہ لگا سکا۔"

جلسہ ہوا۔ سکھر میں دورے کے دوران ان کے ساتھ مولانا تاج محمود امروٹی بھی شامل تھے۔ سکھر کے دورے کی رپورٹ میں "الحق" سکھر لکھتا ہے:۔

"یہ ہمارے شہر کی خوش قسمتی تھی کہ مولانا عبدالباری، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا شوکت علی لاڑکانہ کانفرنس سے واپس ہوتے ہوئے سکھر بھی تشریف لائے۔ سکھر اور روہڑی کے لوگ ایک عرصے سے اپنے ان محبوب مرکزی لیڈروں کے دیدار کے مشتاق تھے۔ اصل میں یہ مرکزی لیڈر ۶ رفروری کو حیدرآباد سے روہڑی کے راستے روانہ ہونے والے تھے چنانچہ ان کی روہڑی اسٹیشن آمد کی اطلاع سن کر لوگوں کی بڑی تعداد جمع ہوگئی وہاں ان کے ناشتہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا لیکن بعد میں انہیں یہ معلوم کرکے مایوسی ہوئی کہ یہ لیڈران کرام دادو کے راستے لاڑکانہ پہنچ گئے ہیں۔

بہرحال روہڑی اور سکھر کے لوگوں نے اپنے محبوب مرکزی لیڈروں کو اپنے شہر میں لانے اور ان کی ایمان افروز تقاریر سننے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک وفد لاڑکانہ روانہ کیا گیا۔ اس وفد کی درخواست منظور کر لی گئی — لاڑکانہ کی ۳ روزہ کانفرنس کے اختتام کے بعد ۱۰ رفروری کی صبح کو ۱۰ بجے سکھر پہنچ گئے سکھر اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ لوگ اپنے لیڈروں سے محبت کے اظہار میں اتنے بے چین تھے کہ ان کے لئے گاڑی سے اتر کر اسٹیشن پر آنا مشکل ہو گیا۔ رضا کاروں نے بڑی مشکل کے بعد ہجوم کے اندر راستہ بنایا۔ اسٹیشن پر ہی قائدین کے ناشتے کا انتظام کیا گیا، انہیں ویٹنگ روم میں لاکر ناشتہ کرایا گیا۔ اس کے بعد انہیں جلوس کی صورت میں شہر لایا گیا۔ جس ٹانگہ پر بٹھا کر انہیں لایا گیا۔ اس ٹانگہ کو گھوڑے کی جگہ رضا کار کھینچ رہے تھے، ٹانگہ کو خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔ شام کو جلسہ ہوا جس میں سات آٹھ ہزار سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔ سکھر کے پرانے لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا کامیاب جلسہ انہوں نے پچاس سالہ تاریخ میں نہیں دیکھا مولانا عبدالباری، مولانا آزاد اور مولانا شوکت علی نے زبردست تقاریر کیں۔ مولانا شوکت علی نے کہا کہ میں نے آج سندھ میں ایک نئی روح اور نئی زندگی محسوس کی ہے، پہلے سندھ سویا ہوا تھا لیکن لاڑکانہ اور سکھر کے دوروں کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں سندھ باقی صوبوں کے لئے مثال ہے"

جلسہ کے خاتمہ کے بعد یہ مرکزی لیڈران کراچی روانہ ہو گئے"۔

(ہفت روزہ الحق ۱۴ رفروری ۱۹۲۰ء)

یہ تفصیلات مولانا تاج محمود امروٹی کے حوالہ سے پیش کرنا اس لئے ضروری تھیں کہ یہ شمع انہی کی جلائی ہوئی تھی۔

سندھ خلافت اور ہجرت تحریک کا ذکر مکمل نہ ہوگا اور یہ تاریخ ادھوری رہ جائے گی۔ اگر جیکب آباد کانفرنس کی تفصیلات بیان نہ کی جائیں۔ جیکب آباد کانفرنس ۲۲ ر مئی ۱۹۲۰ کو ہوئی۔ اس کانفرنس کی صدارت مولانا تاج محمود امروٹی نے کی۔ اس موقع پر ہجرت کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ سندھ میں ہجرت کا آغاز اس کانفرنس کے بعد ہی ہوا۔ اس کانفرنس میں تقریباً ۳ ہزار افراد نے شرکت کی۔

ہفت روزہ "الامین" نے اس کانفرنس کی جو تصویر کشی کی ہے وہ اس قابل ہے کہ یہاں پیش کی جائے

"ہاتھوں میں طاقت نہیں ہے کہ وہ اس نظارے کو قلم سے بیان کر سکے۔ آنکھوں کے مشاہدے کے باوجود یقین نہیں آتا، قربانی، جانثاری ایثار اور خدا کاری کی سچی تصویر تین ہزار افراد کے جلسہ کی صورت میں

(باقی ۱۹ پر)

حضرت امروٹی قدس سرہٗ

(محمد موسیٰ بھٹو)

حیدر آباد کی اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ خلافت کے مسئلے کو عوامی بنانے کے لئے لاڑکانہ میں تین روزہ کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ہندوستان کے مرکزی لیڈروں کو مدعو کیا جائے۔ چنانچہ اس کانفرنس کے لئے ۷، ۸، ۹ر فروری ۱۹۲۰ء کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ چونکہ یہ کانفرنس عوامی حاضری اور تقاریر کے اعتبار سے مثالی تھی۔ اور خلافت کے موضوع پر اس سے پہلے اور بعد میں ایسی کامیاب کانفرنس نہیں ہوئی اس لئے ہم اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ذکر اس لئے بھی ضروری ہے کہ مولانا تاج محمود امروٹی نے اس کانفرنس کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

سکھر کا ہفت روزہ "الحق" لکھتا ہے:۔

"لاڑکانہ کانفرنس کے چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے اطلاع دی ہے کہ لوگوں کی آمد کو محدود کرنے کے لئے کانفرنس میں شرکت کے لئے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں۔ علماء کرام سے ٹکٹ کی کوئی رقم وصول نہیں کی جائے گی۔"

(ہفت روزہ الحق ۱۶ر جنوری ۱۹۲۰ء)

یہ رسالہ اگلے شمارے میں اطلاع دیتا ہے کہ کانفرنس کے منتظمین نے فیصلہ کیا ہے کہ مرکزی لیڈروں کا براہ راست پیغام سننے کی خاطر کانفرنس میں لوگوں کو شرکت کی عام اجازت دی جاتی ہے۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد سندھ بھر سے ہزارہا لوگوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی اس کا ذکر کرتے ہوئے الحق لکھتا ہے:۔

"لاڑ کانفرنس میں مولانا عبدالباری صدر خلافت کمیٹی ہندوستان مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شوکت علی اور غلام محمد بھرگڑی نے تقاریر کیں۔ یہ کانفرنس سندھ میں اب تک ہونے والی تمام کانفرنسوں سے زیادہ کامیاب رہی۔ سندھ بھر سے پندرہ ہزار کی تعداد میں لوگ کانفرنس میں شریک ہوئے۔ پنڈال کے اندر لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا وہ ناکافی ثابت ہوا۔ لوگوں کی اتنی ہی تعداد باہر کھڑے ہو کر تقریریں سنتی رہی منتظمین نے باہر سے آنے والوں کے لئے سہولت کے بڑے انتظامات کئے تھے لیکن بڑے پیمانے پر لوگوں کی آمد نے ان انتظامات کو درہم برہم کرکے رکھ دیا۔ کانفرنس میں علمائے کرام کی تعداد خاصی تھی۔ پیر صاحبان بھی بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے بلکہ کانفرنس کے صدر اور استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین دونوں پیر تھے۔ علماء اور پیروں کے علاوہ انگریزی تعلیم یافتہ افراد بھی کانفرنس میں کثرت سے دکھائی دیتے۔ کانفرنس میں خلافت کے لئے چندہ کی اپیل بھی کی گئی۔ اس موقع پر سکھر کے شہریوں کی طرف سے تاج محمود نے پانچ سو روپے کی تھیلی پیش کی۔ حیدر آباد کی طرف سے ایک ہزار روپے دینے کا اعلان کیا گیا۔"

(ہفت روزہ الحق ایڈیٹر شیخ عبدالعزیز ۱۴ر فروری ۱۹۲۰ء)

واضح رہے کہ لاڑکانہ کی اس کانفرنس میں مولانا تاج محمود امروٹی نے بھی شرکت کی تھی۔ لاڑکانہ کے بعد مسلمانانِ ہند کے یہ مرکزی لیڈر سکھر آئے اور وہاں ایک زبردست

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے —— مدیر

یہودیت و مسیحیت

از:۔ ڈاکٹر احسان الحق رانا۔ ایم۔ ایس۔ سی (آنرز) پی۔ ایچ۔ ڈی (پنجاب) ایم۔ ایس (کولمبیا)

صفحات: ۴۰۰

قیمت: ۴۰/۔ روپے

ناشر: مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر لاہور ۵۔

ڈاکٹر احسان الحق سائنس کے آدمی ہیں۔ غذائیت اور صحت ان کے خصوصی موضوع ہیں۔ متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں ملک کا نام روشن کرچکے ہیں۔ ان کی قابلیت کے پیش نظر حکومت نے انہیں خصوصی معاہدہ پر ملازمت میں توسیع دی کہ وہ اپنے وسیع تر تجربات سے نسل نو کو فائدہ پہنچائیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس عنوان پر سوچنے کی تفصیلی وجہ تو آپ کو کتاب سے معلوم ہو جائے گی لیکن مختصر یہ کہ "زندہ کلام" نامی خوبصورت کتاب ہزاروں پاکستانیوں کی طرح انہیں بھی ملی۔ پڑھی تو تجسس پیدا ہوا پھر وہ اس عنوان پر جت گئے اور اس مطالعہ اور پادریوں سے خط وکتابت کے نتیجہ میں جو سامنے آیا وہ مرتب کر دیا۔ اشاعت سے قبل اس کتاب کا مسودہ اہل مذاہب کے اہل علم کے پاس بھیجا کہ اپنی رائے دیں کہیں مجھ سے غلطی ہو تو اصلاح کریں —

"سچائی کے پجاری" جواب کیا دیتے، اصلاح کیا کرتے؟ سازشوں میں لگ گئے اُدھر ڈاکٹر صاحب جہاں معتم تھے وہاں کے بعض لوگوں کا جذبہ رقابت مبینہ طور پر بھڑک اٹھا۔ کہ بقول کسے یہ خاموش انسان جب تک دانش گاہ میں تھا دوسروں کی دال نہ گلتی تھی۔ سازشیں بڑھیں تو ڈاکٹر صاحب گرفتار ہوگئے۔ ایک معمر بوڑھا اور پڑھا لکھا انسان پابند سلاسل۔ اور اس کا مسودہ جو ہنوز چھپا نہ تھا وہ ضبط کر لیا گیا۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون —— پنجاب گورنمنٹ کے اہل کاروں نے جو کیا وہ المیہ ہے، افسوسناک معاملہ ہے۔ خیر بصد مشکل ضمانت ہوئی۔ لیکن موصوف کی ملازمت چلی گئی، اور بصد مشکل حکومت پنجاب نے اپنا ضبطی کا آرڈر واپس لیا۔ اب ضرورت تھی کہ یہ "خزانہ" قوم کے ہاتھوں میں آئے تاکہ سچائی واضح ہو سکے۔ اللہ بھلا کرے حافظ نذر احمد صاحب کا ویسے بھی انہیں اس عنوان سے بے پناہ دلچسپی ہے، وہ میدان میں کود پڑے، کتابت کرائی اور خوبصورتی سے کتاب کو چھاپ دیا۔ مسودہ کا پہلا نام تھا "اہل کتاب کے مذاہب کی حقیقت" اس میں ڈاکٹر صاحب کے الفاظ گنتی کے ہیں یعنی چند تمہیدی کلمات اور تجربہ کے چند فقرے — باقی سب حوالے ہیں اور یوں یہ کتاب اپنے موضوع پر دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے۔ آپ ایک نظر عنوانات کو دیکھیں تو حیران ہو جائیں گے۔ بائیبل کی کتابیں، ترتیب و تدوین — آسمانی کتب، عہد عتیق کی کتب کا جائزہ، تاریخ بنی اسرائیل، بائبل میں مذکور نسب نامے اور ان کا سائنٹفک تجزیہ، اسرائیل کی حکومت، یہوداہ کی تاریخ کے مختلف ادوار — حضرت مسیح کا حسب و نسب — مصلوبیت مسیح، عقیدہ ابن اللہ، تثلیث اور کفارہ، تضادات و تحریفات۔ جگہ گوشوارے اور خاکے

الگ ہیں۔ اس کتاب کی بکثرت اشاعت وقت کی ضرورت ہے۔

- - - - - - - - - - - -

اور ہماری خواہش ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ تاکہ دنیا صداقت سے واقف ہو سکے۔ مؤلف و ناشر اور جملہ معاونین نے فرض کفایہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے رسالے

حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین رسالے سامنے ہیں نزول المسیح (چند شبہات کا جواب) المہدی والمسیح (پانچ سوالوں کا جواب) اور آخری فیصلہ۔

پہلے دونوں رسالے مشہور صاحب قلم اور دیدہ ور بزرگ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے قلم سے ہیں — تیسرا حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے "نزول مسیح اور المھدی والمسیح" کے نام سے مفہوم ظاہر ہے۔ ان نازک مسائل پر مولانا لدھیانوی کے شگفتہ قلم سے ٹھوس تحریریں ہیں جبکہ آخری فیصلہ میں متنبی کادیاں کی منہ مانگی موت کا تماشہ ہے۔ ہر رسالہ خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں کہ وقت کی ضرورت ہے مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان سے طلب کریں۔

کتاب الدعا

پشاور کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے ناظم اعلیٰ استاذ حدیث اور صدائے اسلام کے مدیر شہیر کے قلم سے یہ کتاب نکلی ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں جو دعائیں ہیں ان کا بہتر مجموعہ یہ کتاب ہے

فاضل مرتب نے ترتیب سے دعائیں نقل کر کے شگفتہ ترجمہ سے مزین کر دیا ہے۔

دعا اسلام میں جتنی اہم ہے وہ واضح ہے کہ عبادت کا مغز ہے۔ اس کے آداب و حدود اور ان جملہ مسائل پر بڑی اچھی کتاب ہے۔ ۱۰/- روپے میں موتمر المؤلفین جامعہ اشرفیہ پشاور سے حاصل کریں۔

بقیہ : بچوں کی محفل

قبول کر لیا۔ یہ صرف اور صرف حضرت فاطمہؓ کی جرأت ایمانی سے ہوا۔ جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کی عظمت پر آنچ نہ آنے دی۔ اور آئندہ آنے والی مسلمان خواتین کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہوئے دنیا والوں پر ثابت کر دیا کہ ؎

وجود زن سے ہے کائنات میں رنگ
اس کے ساز سے ہے زندگی کا سوز

بقیہ : خطبہ جمعہ

آرام فرما ہے عرش سے بھی افضل ہے۔

اعتقادی اور عملی نفاق

آپ کے دور کے منافقین کے نفاق کو خدا نے ظاہر کر دیا۔ اور وہ لوگ اسلام دشمنی کی جن تدبیروں میں مشغول تھے انہیں واضح کر دیا۔ گو کہ اب اس انداز سے کسی کو منافق کہنا صحیح نہیں تاہم اس روش سے بچنا ازبس لازمی ہے — یوں آپؐ نے فرما دیا کہ کچھ علامتیں ہیں وہ جس میں ہوں گی وہ منافق ہوگا مثلاً وعدہ پورا نہ کرنا، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ کا ارتکاب، امانت میں خیانت وغیرہ، اور منافقت نام ہے دو عملی کا۔ درون خانہ کچھ اور بیرون خانہ کچھ۔ اور یہ بات خدا کو سخت ناگوار ہے۔

الصف میں ہے۔ ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ کیونکہ اس سبب سے خدا کا غضب بھڑکتا ہے۔ امتیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی قومی سیرت کا جائزہ لیں کہیں منافقت کے جراثیم پل کر جوان تو نہیں ہو گئے؟ کیونکہ یہ جراثیم قوموں کو لے ڈوبتے اور فنا کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں نفاق سے بچا کر مخلصین میں شامل فرمائے — وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

غزل

امین گیلانی

پیاسی زمیں ہے موسم باراں تو آئیگا
حبس اتنا بڑھ گیا ہے کہ طوفاں تو آئے گا

قاتل پھرے گا کوچہ و بازار میں اگر
لوگوں کو یاد خونِ شہیداں تو آئے گا

ڈیرے ہیں کرگسوں کے یہاں شاخ شاخ پر
زد میں نحوستوں کی گلستاں تو آئے گا

تو حق کے راستے پہ ہوا ہے جو گامزن
دار و رسن تو آئیں گے زنداں تو آئے گا

اے عقل والو! رسمِ جنوں کب ختم ہوئی
کوئی نہ کوئی چاک گریباں تو آئے گا

مَیں نے اسی لئے بھری بستی میں دی اذاں
مسجد میں کوئی مردِ مسلماں تو آئے گا

گو شپرہ[1] و بوم[2] نہ چاہیں ہزار بار
بامِ فلک پہ مہرِ درخشاں تو آئے گا

ظالم جو بے بسوں کے عزائم میں ہے نہاں
وہ انقلاب حشر بداماں تو آئے گا

دار و رسن کی حد سے جو آگے نکل گئے
اے ہمرکاب کوچہ جاناں تو آئے گا

بے شک کریں غلام بنا کر انہیں فروخت
اور نگ مصر پر مہ کنعاں[3] تو آئے گا

[1] چمگادڑ [2] اُلّو [3] حضرت یوسف علیہ السلام

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۷۴ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | فون نمبر ۶۳۹۸۴

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

کی

سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

پر

ایک

اشاعتِ خاص

ہدیہ ۹ روپے

جس میں اکابرینِ اُمت کے رشحاتِ قلم شامل ہیں

آج ہی قریبی بکسٹال سے خریدیئے

یا براہِ راست

مینیجر

ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے رجوع فرمائیں

چندہ سالانہ ۶۵/- روپے
ششماہی ۳۳/- روپے
سہ ماہی ۱۷/- روپے